MEMBER FOR EDUCATION
INDIA

دہلی ۱۳۔ فروری ۱۹۴۴ء

جی خورشید

اس قدر ضروری کی تکمیل ضرور درست نہ تھی

مجھے خود افسوس ہوا تھا کہ آپ آئے اور

ایک معاملے کی نسبت کہا اور میں مجبور تھا

کچھ نہ کر سکا

میں ایک خط ڈاک کے ذریعے بھیجتا ہوں

کسی سنیچر یا اتوار کو دہلی آ جائیے تاکہ باطمینان

بات کر سکوں

والسلام

[illegible]

گاڑی میں دہلی پہنچے وہاں سب کا قیام میر احمد حسن صاحب شملوی کے ہاں ہوتا یا دفتر احرار میں۔ صبح جب مولانا کے ہاں پہنچے جیسا کہ مولانا نے تحریر فرمایا ہے انہیں کسی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لئے جانا تھا اور بروقت تیار نہ ہو پائے تھے۔ جب یہ حضرات پہنچے تو اجمل خاں صاحب نے جا کر بتلایا کہ وہی لوگ اب شاہ صاحب کو لیکر آئے ہیں اباجی نے فرمایا جب مولانا باہر آئے تو منہ پونچھتے ہوئے آرہے تھے معلوم ہوتا تھا ناشتہ سے فارغ ہوتے ہی آرہے ہیں میں نے تو تا تھا دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ غصہ چڑھا ہوا ہے آج خیر نہیں سلام و مصافحہ کے بعد غرضِ آمد دریافت فرمائی جو اباجی نے حاجی صاحب کی روایت سے بیان کر دی مولانا کا پارہ چڑھ گیا۔ انہوں نے کہا میرے بھائی یہ لوگ پہلے بھی آئے اور دھرنا دے کر بیٹھ گئے کہ ملے بغیر نہیں جائینگے۔ اسکے بعد اس سلسلہ میں کچھ بھی کرنے سے انکار فرما دیا اور موٹر میں بیٹھکر دفتر چلے گئے۔ اباجی کو بہت افسوس تھا کہ حاجی صاحب نے اخفاء کر کے بات بگاڑ دی۔ دوسرے مولانا نے حد سے زیادہ ہی بے نیازی کا مظاہرہ فرمایا اور یہی ملاقات زندگی کی آخری ملاقات ثابت ہوئی پھر اباجی نہ کبھی دہلی گئے نہ ملے۔ حاجی صاحب سے اباجی نے گلہ کیا کہ اگر تم نے مجھے لاہور بتا دیا ہوتا کہ تم لوگ پہلے کوشش کر چکے ہو تو میں کبھی ساتھ نہ آتا۔ بعد میں مولانا کو احساس ہوا۔ تو ۱۰ اور ۱۳ فروری کو یہ مکتوب لکھے۔ ——————

ایک خط میں سے امرتسر میں بھی اباجی کے —————— نام دیکھا تھا عید کی امامت کا مسئلہ تھا کلکتہ کے کچھ لوگ ان سے درخواست کرتے تھے انہوں نے انکار فرمایا۔ غالباً دو آدمی امرتسر آئے اور اباجی سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چلئے اور سفارش کیجئے اباجی نے پوچھا مولانا کے علم میں ہے کہ آپ لوگ مجھے لینے آئے ہیں؟ انہوں نے انکار کیا اباجی نہ گئے۔ لیکن مولانا کو معلوم ہو گیا کہ کوئی صاحب اباجی کو لینے گئے ہیں۔ مجھے خط کا اتنا فقرہ یاد ہے "یوں آپ کلکتہ آئیں تو مجھ سے زیادہ خوشی کس کو ہو گی؟ لیکن اس مسئلہ کے لئے نہ آئیں ——————

اور اباجی تو پہلے ہی انکار کر چکے تھے۔ ۵۰ء میں ملتان میں ایک شب میں نے ریڈیو لگایا تو اچانک دلی لگ دیا حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی کارروائی نشر ہو رہی تھی۔ اعلان ہوا کہ مولانا آزاد تقریر فرمائیں گے انکی آواز کبھی نہ سنی تھی۔ میں بھاگم بھاگ گئی اور بیٹھک کے دروازے پر زور سے دستک دی بھائی جان (۱) آئے تو بتایا کہ مولانا آزاد کی تقریر ہونے لگی ہے۔ میرے آتے آتے تقریر شروع ہو گئی۔ اتنا یاد ہے آیہ مبارک ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله پڑھی تھی اباجی کی آنکھوں میں آنسو تھے ایک آہ بھری اور کہا چلو آواز ہی سن لی۔ حضرت مولانا کی تقریر میں خطابیہ جملے کچھ اس انداز کے تھے کہ "آپ دیکھو گے" "آپ سنو گے" اباجی فرمانے لگے کہ یہ ہے تلعلعلی کی زبان اور اب ابوالکلام کے بعد یہ کون بولے گا؟ ——————

"وزارتی مشن کے دنوں میں ایک روز مولانا سے ملاقات کے لئے گئے تو شیخ حسام الدین اور شورش صاحب ساتھ تھے۔ میر احمد حسن صاحب کی موٹر میں گئے مولانا

(۱) مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری

وائسریگل لاج جانے کے لئے کوٹھی کے باہر کھڑے تھے اور پریشان۔ انکی موٹر سٹارٹ نہ ہو رہی تھی۔ اباجی پہنچے تو سلام و مصافحہ کے بعد مولانا نے فرمایا کہ میں آپکی موٹر لئے جاتا ہوں اباجی نے کہا حضرت دوش حاضر ہیں۔ فرمایا۔ "وہ بوجھ تو آپ اٹھائے ہوئے ہیں۔ کچھ دیر بعد واپس تشریف لے آئے اور گھنٹہ بھر ملاقات رہی چائے بھی پلوائی۔ "غبارِ خاطر" چھپ چکی تھی اسکا ایک نسخہ اپنے دستخط کے ساتھ ہدیہ کیا۔ لکھا تھا۔
"برائے صدیقِ عزیز سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری" اسی ملاقات میں اباجی نے فرمایا مولانا اللہ آپکو عمرِ خضر عطاء فرمائے تو فرمانے لگے نہیں میرے بھائی تھوڑی ہو مگر قرینے کی ہو"۔ اس سے پہلے "تذکرہ اور ترجمان القرآن بھی اباجی کو ہدیتہً" ہی دی تھیں۔ ان پر لکھا تھا برائے "محب عزیز" سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب۔ غبار خاطر پر "صدیق عزیز" دیکھ کر میں نے کہا اباجی اب آپکے مرتبہ میں اضافہ ہو گیا ہے۔
اباجی مسکرانے لگے۔ (یہ تمام کتابیں تقسیم کے وقت امرتسر میں ہی رہ گئیں)

دلی جیل کا واقعہ "اباجی نے سنایا تھا۔ مولانا آزاد بھی اسی جیل میں تھے مولانا احمد سعید صاحب مرحوم و مغفور بھی۔ ایک روز موقع پا کر اباجی اور مولانا احمد سعید صاحب ملاقات کے لئے مولانا کے کمرے میں پہنچے ہی تھے کہ جیلر یا سپرنٹنڈنٹ راؤنڈ کرتا ہوا ادھر آتا دکھائی دیا مولانا نے فرمایا میرے بھائی آپ بیٹھئے میں انہیں "مصروف" کرتا ہوں باہر تشریف لے جا کر اس سے گفتگو شروع فرما دی پھر اسنے کیا ادھر آنا تھا وہیں سے واپس ہو گیا۔ مولانا احمد سعید سنا ہوا ہے بڑے بے دھڑک بزرگ تھے مولانا آزاد سے کہنے لگے۔ لاحول ولا قوۃ آپکے پاس آنا تو ایسے ہے جیسے کوئی شریف آدمی دن دہاڑے "اس بازار" میں پکڑا جائے۔ بے چارے مولانا یہ ریمارک پی گئے۔ پھر چائے بنائی اور پوچھا کیسی ہے؟ اباجی نے تعریف کے ساتھ کہا حضرت ایک کمی رہ گئی۔ اباجی کہتے اب مولانا سے کوئی یہ کہے کہ آپ کی چائے میں کمی رہ گئی؟ بڑی بڑی ایرانی آنکھیں اٹھا کر تعجب اور حیرت سے پوچھا وہ کیا میرے بھائی؟ میں نے کہا دو پتی زعفران بھی ہوتی۔ فرمایا آپ اضافات کی بات کرتے ہیں۔ پھر کسی روز آیئے آپ کو مزعفر پلاؤ لگا۔ چنانچہ پھر ایک روز زعفرانی چائے بھی پلائی۔

> قرآن مجید سے متعلق شاہ جی فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں قرآن مجید کے سوا کسی دوسری کتاب کے پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں جو کچھ ہے قرآن و سنت میں ہے۔ اور جو کچھ اس کے باہر ہے وہ باطل ہے۔ اور ایک باطل کے مطالعہ کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اگر آج دنیا قرآن چھوڑ کر دوسری کتابوں کی طرف نگاہ کر سکتی ہے تو میں کیوں نہ دوسری کتابوں سے روگردانی کر کے اپنی تمام تر توجہ قرآن پر مرتکز کروں۔ میں تو قرآن کا مبلغ ہوں۔ میری باتوں میں اگر کوئی تاثیر ہے تو وہ صرف قرآن کی وجہ سے ہے۔ جو چیز مجھے قرآن سے الگ کرے اسے آگ لگا دوں۔